

(حالات زندگی)

میر غلام حسن نام اور حسن تخلص۔ مشہور ہجو گو میر غلام حسن ضالک کے صاحب زادے اور میر انیس کے دادا تھے۔ جد امجد ہرات سے دہلی میں آکر آباد ہوئے جہاں ۱۷۳۶ء میں میر حسن پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ دہلی ویران ہوئی تو والد کے ساتھ فیض آباد چلے گئے جو اُس زمانے میں اودھ کا دارالسلطنت تھا۔ یہاں نواب سالار جنگ کی ملازمت اختیار کی۔ جب نواب آصف الدولہ نے فیض آباد سے دارالحکومت لکھنؤ منتقل کیا تو یہ بھی لکھنؤ آ گئے۔

شاعری میر حسن کو وراثت میں ملی تھی۔ ابتداء میں اپنے والد سے پھر میر درد سے صلاح لیتے رہے۔ ان کی شہرت کی وجہ غزل اور قصیدہ نہیں بلکہ مثنوی نگاری ہے اور یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اُن کی وجہ شہرت اُن کی مثنوی ”سحرالبیان“ ہے۔ یہ مثنوی ایک منظوم داستان ہے جس میں بدر منیر اور شہزادی بے نظیر کا فسانہ عشق بیان کیا گیا ہے۔ میر حسن کی مثنوی ”سحرالبیان“ کی زبان سادہ، رواں، بے ساختہ اور عام فہم ہے۔ ڈھائی سو برس گزر جانے کے باوجود اس کی تازگی میں کوئی فرق نہیں آیا اور اس کی زبان آج کی زبان معلوم ہوتی ہے۔ یہ مثنوی آج بھی اُسی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہے جس دلچسپی سے پہلے پڑھی جاتی تھی۔ جذبات نگاری میں میر حسن کو بڑا ملکہ حاصل ہے بڑے، بوڑھے، عورت، مرد، بادشاہ، فقیر، امیر، غریب ہر شخص کے جذبات، خیالات اس کی غم اور کے مرتبے کے لحاظ سے بیان کیے گئے ہیں۔ مثنوی میں ربط و تسلسل پایا جاتا ہے۔ منظر کشی میں میر حسن کو پورا عبور حاصل ہے وہ جس منظر کو پیش کرتے ہیں اس کی تمام ضروری جزئیات کو بڑی خوبصورتی سے سامنے لاتے ہیں۔

میر حسن کا انداز بیان بے تکلف ہے۔ وہ تشبیہ اور استعارہ کو اپنے شعروں کی خوب صورتی اور دل کشی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی تشبیہات بہت خوب صورت اور بر محل ہوتی ہیں۔ وہ مثنوی کو اس تسلسل اور ربط سے پیش کرتے ہیں کہ قلم کی روانی کہیں رکاوٹ محسوس نہیں کرتی۔ واقعات کی ترتیب اور تسلسل اس طرح سے پیوست ہیں کہ کڑی سے کڑی ملتی چلی جاتی ہے۔ انھوں نے ۱۷۸۶ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔

داستان۔ تیاری میں باغ کی

(میر حسن)

مشاعر و نظمیں

- طلبہ کو نظم کی صنف 'مثنوی' سے متعارف کروانا۔
- طلبہ کو میر حسن کی مثنوی نگاری کے فنی اسلوب سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کو اردو ادب میں مثنوی نگاری کی روایت بتانا۔

چوپڑ

مشام

لغغے

ساقیا

مئے ارغوانی

لب جو

خیابان

زرنگار

دروں

چھپر کھٹ

الغغاء و زنگار

کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا
ہوا رشک سے جس کے لالے کو داغ
لگے جس میں زربفت کے سائبان
دروں پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
نگہ کو وہاں سے گزرنا محال
وہ دیوار اور در کی گل کاریاں
گیا چوگنا لطف اس میں سما
بڑھے جس کے آگے نہ پائے ہوس
معطر شب و روز جس سے مشام
چمکتا تھا اس طرح ہر آن میں
ستاروں کی جیسے فلک پر چمک
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیاں
گنی چار سو اس کے پانی کی لہر

مئے ارغوانی پلا ساقیا!
دیا شہ نے ترتیب اک خانہ باغ
عمارت کی خوبی دروں کی وہ شان
چھتیں اور پردے بندھے زرنگار
کوئی ڈور سے در پہ اٹکا ہوا
چقوں کا تماشا تھا آنکھوں کا جال
سنہری مَعْرَق چھتیں ساریاں
دیے ہر طرف آئینے جو لگا
وہ مخمل کا فرش اس کا ستھرا کہ بس
رہیں لغغے اس میں روشن مدام
چھپر کھٹ مُرْصَع کا دالان میں
زمین پر تھی اس طور اس کی جھمک
زمین کا کروں واں کی کیا میں بیاں
بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر

قرینے سے گرد اس کے سرو سہی
 کہوں کیا میں کیفیتِ دار و بست
 چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
 چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
 کھڑے شاخ شبو کے ہر جان نشان
 کہیں ارغواں اور کہیں لالہ زار
 پڑی آبِ بُو ہر طرف کو ہے
 گلوں کا لب نہر پر جھومنا
 وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر
 لیے ہاتھ میں نیچے مالنیں
 کہیں ختم پاشی کریں گود کر
 کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال
 لبِ بُو پہ آئینے میں دیکھ قد
 خراماں صبا صحن میں چار سو
 صدا قرقروں کی بطوں کا وہ شور
 چمن آتش گل سے دہکا ہوا
 صبا جو گئی ڈھیریاں کر کے پھول
 ہوا ان گلوں سے دوبالا سماں

کچھ اک دور دور اُس سے سیب و بہی
 لگائے رہیں تاک واں مئے پرست
 کہیں زرگس و گل کہیں یاس
 کہیں رائے تیل اور کہیں موگرا
 مدن بان کی اور ہی آن بان
 جدی اپنے موسم میں سب کی بہار
 کریں قمریاں سرو پر چہچہے
 اسی اپنے عالم میں منہ چومنا
 نشے کا سا عالم گلستان پر
 چمن کو لگیں دیکھنے بھاننیں
 پیری جما دیں کہیں کھود کر
 رہیں ہاتھ جوں مست گردن میں ڈال
 اکڑنا کھڑے سرو کا جد نہ تد
 دماغوں کو دیتی ہر اک گل کی بو
 درختوں پہ بگلے منڈیروں پہ مور
 ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا
 پڑے ہر طرف مولسریوں کے پھول
 اسی باغ میں تھا وہ سرو رواں

(مثنوی سحرالبیان)

- ۱۔ (الف) نظم کے چھٹے شعر میں شاعر کے خیال کے مطابق وہاں نگاہ کا گزرنا کیوں محال تھا؟
- (ب) دالان میں چھپر کھٹ کیوں چمکتا تھا؟
- (ج) زمین کو کس قرینے سے سجایا گیا تھا؟
- (د) میر حسن کی یہ نظم اُن کی کس مشہور مثنوی سے لی گئی ہے؟
- (ه) فلک پر کس چیز کی چمک نظر آرہی تھی؟
- (و) دروں پر کس چیز کے سائباں لگے ہوئے ہیں؟
- (ز) پائے ہوس کس وجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے؟

۲۔ نظم 'داستانِ بانج' کی تیاری میں شاعر نے کون کون سی باتیں مد نظر رکھی ہیں؟

تشبیہ: تشبیہ کے لفظی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند قرار دینا یا مثال دینا۔ اور علم بیان کی رو سے ایک چیز کو کسی مشترک خوبی کی بنا پر دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے۔ جبکہ وہ خوبی دوسری چیز میں زیادہ پائی جاتی ہو تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً بچہ چاند کی طرح خوبصورت ہے۔

اس فقرے میں بچے کی خوبصورتی کو چاند سے تشبیہ دیکر اس کے حسن کو ظاہر کیا گیا ہے چونکہ چاند حسن کے لحاظ سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ لہذا بچے کی خوبصورتی کو چاند کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

ارکان تشبیہ: تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں:

مشبہ، مشبہ بہ، حروف تشبیہ، وجہ شبہ، غرض تشبیہ

استعارہ: استعارہ کے لفظی معنی ادھار لینے کے ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب کوئی لفظ اصل کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اس کے حقیقی اور مجازی معنوں کا تعلق تشبیہ کا ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ تشبیہ میں جو بات مشبہ میں ہوتی ہے اس کا ذکر استعارہ میں نہیں ہوتا۔ لیکن استعارہ میں مشبہ بہ کو مشبہ مان لیا جاتا ہے۔ مثلاً جاؤ! اُس اُلو کو بلا لاؤ۔

اس فقرے میں اُلو کے اصلی معنی مراد نہیں لئے گئے بلکہ اُلو ایک بیوقوف جانور ہے لہذا ایک احمق انسان کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا۔

ارکان استعارہ: ۱۔ مستعار لہ، ۲۔ مستعار منہ، ۳۔ وجہ جامع

مجاز مرسل: وہ لفظ جس کے مجازی معنی مراد ہوں مگر حقیقی اور مرادی معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں: (۱) جز کہہ کر کل مراد لینا۔ (۲) کل کہہ کر جز مراد لینا، (۳) سبب بول کر نتیجہ مراد لینا، (۴) مسبب کہہ کر سبب مراد لینا۔

۳۔ نظم ”داستان باغ کی تیاری میں“ جو منظر کشی کی گئی ہے۔ اسے مختصر الفاظ میں لکھیں۔

۴۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لکھ کر جملوں میں استعمال کریں۔

محال۔ ہوس۔ فلک۔ عیاں۔ آن۔ انکا۔ سماں۔ قرینہ۔ داستان

۵۔ اس نظم میں کم از کم پانچ تشبیہات کی نشاندہی کریں۔

مثنوی

مثنوی میں طویل قصوں، داستانوں، کہانیوں، جنگ و جدل کے واقعات اور لوک کہانیوں کو منظوم صورت میں پیش کیا جاتا ہے یہ اپنی وسعت کی بناء پر ہر قسم کے مضمون کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر شعر کے بعد قافیہ بدل دیا جاتا ہے اس کے لیے مخصوص بحر استعمال کی جاتی ہیں۔

سرگرمیاں

- ۱۔ اساتذہ کرام طلبہ سے کسی بھی ادب پارے کا علم بیان کی روشنی میں جائزہ لیں۔
- ۲۔ اساتذہ کرام طلبہ سے مجازی معنی کے لحاظ سے لغت کا استعمال کروائیں۔
- ۳۔ استاد طلبہ کو کسی اور شاعر کی مثنوی سنائیں جسے طلبہ اپنی کاپیوں میں نوٹ کریں۔

اشتہارات

- (۱) طلبہ کو مثنوی کی ہیئت بتائی جائے۔
- (۲) بہار کے منظر پر طلبہ کو کوئی نظم سنا کر درج بالا نظم سے اس کا موازنہ کیا جائے۔
- (۳) طلبہ کو میر حسن کی نظم گوئی کی خوبیوں سے آگاہ کیا جائے۔
- (۴) طلبہ کو اردو ادب میں مثنوی کی روایت سے آگاہ کریں۔